کتاب نما

اسلامی جامعات ' تاریخ' نظام' اثرات: پروفیسر عبدالرحیم غنیمہ 'ترجمہ: محمد ظہیرالدین بھٹی۔ ناشر: اسلامک پبلی کیشنز' شاہ عالم مارکیٹ' لاہور۔ صفحات: ۳۹۶۔ قیمت: ۱۹۵ روپے۔

زیر نظر کتاب پروفیسر عبدالرحیم غنیمہ کی عربی تصنیف تاریخ الجامعات الاسلامیہ الکبریٰ (۱۹۵۳) کے فارسی ترجمے تاریخ دانش گاہ ہاے بزرگ اسلامی (مترجم ڈاکٹر نوراللہ کسائی) کا اردو ترجمہ ہے۔ کتاب کے مفصل مقدمے میں ڈاکٹر کسائی نے' مسلمانوں کے ہاں عجمی علمی روایت اور شیعی فروغ علم کے دھاروں کو واضح کیا ہے۔ کتاب میں عالم اسلام کے مغربی حصے یعنی اندلس' شمالی افریقہ' مصر اور شام کے علمی و تدریسی مراکز کے بارے میں ایسی تفصیلی معلومات دی گئی ہیں کہ یہ کتاب اسلامی درس گاہوں اور جامعات کی ایک دائرۃ المعارف معلوم ہوتی ہے۔ اس میں اسلامی درس گاہوں کی ۱۳ سو سالہ خدمات کی خوش رنگ تفصیلات میں' روشن پہلوؤں کے ساتھ کمیوں کو بھی بے کم و کاست بیان کیا گیا ہے۔ اس زمانے میں موجودہ مغربی طرز کے امتحانات کے بجاے' طالب علم کے بارے میں استاد کے اطمینان کے نتیجے میں سند فضیلت یا سند فراغت ملا کرتی تھی۔ درس نظامی کے ارتقا کے ساتھ' اس کی خوبیوں' خامیوں اور مختلف رویوں پر سیر حاصل بحث بھی ملتی ہے۔

ایک جگہ انھوں نے بتایا ہے کہ: "پہلے [اسلامی] دارالعلوموں پر کسی خاص فرقے کا رنگ نہیں ہوتا تھا۔ [گویا تمام مکاتب فکر ان علمی مراکز سے کسب فیض کرتے تھے' جس طرح آج ہماری جدید جامعات کے دینی یا سیکولر شعبوں میں ہوتا ہے] مگر آل بویہ کے شیعہ وزیر شاپور بن اردشیر نے دارالعلم بغداد کی شیعہ آبادی (محلّہ کرخ) کو شیعہ مذہب کا اہم اڈا بنا دیا۔ یہ روش فاطمی شیعوں نے اپنی مذہبی اور سیاسی تبلیغ کے لیے خوب اپنائی (ص ۴۸)۔

مصنف نے یہ تو بتایا ہے کہ اسلامی جامعات' علوم و فنون اور طبیعی علوم میں آموزش کا بہترین نمونہ تھیں' جن سے اہل مغرب بھی استفادہ کرتے رہے لیکن وہ یہ نہیں بتا سکے' کہ یورپ میں احیاے علوم کے بعد سائنسی اور فنی تعلیم و تحقیق سے ہماری بزرگ دانش گاہوں کا دامن کیوں خالی رہا؟

ایک جگہ' امام غزالی کا ایک دل چسپ قول درج ہے جس میں انھوں نے اس علم کا مذاق اڑایا ہے جو بے مقصد مسائل کی دلدل میں پھنساتا ہے۔ وہ کہتے ہیں: "اگر علم سے تیرا اولین مقصد یہ جاننا ہے کہ کھجور کی شراب سے وضو جائز ہے؟ کتے کی کھال رنگنے سے پاک ہو جاتی ہے؟ گدھوں کی زکوٰۃ ہو جاتی ہے... اگر

تو اس قسم کے مسائل سیکھنے کے لیے [دینی درس گاہوں میں] دوڑ دھوپ کرتا ہے' تو یاد رکھ کہ ان باتوں کو جان لینے سے' تیری یا کسی دوسرے کی اصلاح میں کوئی مدد نہیں ملے گی"۔

مجموعی طور پر کتاب معلومات افزا ہے۔ مگر یہ بات کھٹکتی ہے کہ اصل عربی کتاب کے بجائے' اس کے فارسی ترجمے سے اردو ترجمہ کیا گیا ہے (جب کہ فارسی مترجم ایک خاص ذہن رکھتے ہیں اور بہ قول اردو مترجم: اپنے فرقے کی "حمایت و تائید کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے"۔ ص ۱۴)--- ترجمہ در ترجمہ کی سند بہرحال کمزور ہوتی ہے۔

چند توجہ طلب باتیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی کے ساتھ ہر جگہ لفظ "صلعم" لکھا گیا ہے۔ بہ قول مولانا مودودی: "یہ ایک بے معنی لفظ ہے"۔ موزوں یہی ہے کہ یا تو صلی اللہ علیہ وسلم لکھا جائے' ورنہ "ؐ" کی علامت۔ گذشتہ دنوں اسلامی نظریاتی کونسل نے لفظ "محمد" کے لیے انگریزی لفظ Mohd کے استعمال کو ناموزوں قرار دیتے ہوئے اس کے استعمال پر سخت ناپسندیدگی کا اظہار کیا تھا۔ دوسری بات یہ کہ ترجمہ' بعض مقامات پر اسپیڈ بریکر کی صورت اختیار کر جاتا ہے اور بعض جگہ تو سرخ بتی بن کر روک ہی دیتا ہے۔ روانی و سلاست کا خیال رکھنا ضروری تھا۔

کتاب کی عمدہ پیش کش ایک آرٹ ہے اور اس کا تعلق سلیقہ شعاری سے ہے۔ کسی کتاب کی اشاعتی پیش کش میں بے دلی کی روش' قاری کے ذوق مطالعہ کو صدمہ پہنچاتی ہے اور اس کے عزم مطالعہ کو بھی ضعیف کرتی ہے۔ افسوس ہے کہ اکثر کمپوزر اور ناشر حضرات' جمالیاتی احساس سے عاری دکھائی دیتے ہیں۔ زیر تبصرہ کتاب بھی اس کی ایک مثال ہے۔ متن میں کمپوزنگ کے دو تین سائز' رموز او قاف کا من مانا انداز' باب کے آغاز' وسط اور اختتام میں ناہمواری--- یہ چیزیں ناشر کے بارے میں برا تاثر چھوڑتی ہیں۔ ابتدا میں اردو زبان میں مذہبی کتب کی پیش کش کا انداز بہت دقیانوسی ہوتا تھا' جسے ندوہ اور دارالمصنفین نے خوش گوار تبدیلی سے آشنا کیا۔ ان کے بعد مولانا مودودی نے کتابی متن کو بیل بوٹوں' لکیروں اور مختلف قسم کے بوجھوں سے آزاد کیا جس سے کتابیں اپنے عہد میں ایک بالکل منفرد شان کے ساتھ معیاری پیش کش کا خوب صورت نمونہ بن گئیں۔ موجودہ اشاعتی اداروں کو دیکھنا چاہیے کہ ہمارا قدم آگے بڑھا ہے یا پیچھے ہٹا ہے؟ (**سلیم منصور خالد**)۔

سیرت ختم الرسل ؐ' سید ابوالاعلیٰ مودودی۔ ناشر: مرکزی مکتبہ اسلامی' نئی دہلی۔ صفحات: ۱۰۴۔ قیمت: ۱۶ روپے۔

اس مختصر کتاب میں حیات پاکؐ کے ہجرت حبشہ' غزوۂ بدر' غزوۂ احد' غزوۂ احزاب اور صلح حدیبیہ جیسے سنگ ہائے میل پر سید مودودیؒ کی تحریرات کو داعی کے مقام اور مرتبے پر ابتدائی تحریر کے ساتھ مربوط کر کے پیش کیا گیا ہے۔ جدوجہد اور کش مکش' باطل قوتوں سے مرحلہ بہ مرحلہ مقابلہ اور اسلامی

ریاست کے قیام، اس کی بقا اور استحکام کے پہلو سیرت رسول اللہ کے آئینے میں سامنے آتے ہیں۔ جو افراد اور گروہ آج دعوت جہاد اور ہجرت کے مراحل سے گزر رہے ہیں، ان کے لیے اس میں بڑی عملی رہنمائی ہے۔ نبی پاکؐ کے حقیقی نام لیوا وہی ہیں جو امت وسط کے مقام کو پہچان کر وہی دعوت لے کر اٹھ کھڑے ہوئے ہیں جو اللہ کے رسولؐ لے کر آئے تھے اور سنت الٰہی کے مطابق پھر انھی مراحل سے گزر رہے ہیں۔ جو دین کے لیے جدوجہد نہیں کرتے، ان کے لیے قرآن اور سیرت کا بیشتر حصہ بے معنی ہو جاتا ہے۔ سیرت کا اس انداز سے مطالعہ سید مودودیؒ کا ہی حق تھا جو خود اس صدی میں اس پیغام کو لے کر اٹھے۔

اس کتاب کی تحریریں تفہیم القرآن سے اخذ کی گئی ہیں لیکن کہیں کوئی حوالہ نہیں دیا گیا ہے، نہ انتخاب کرنے اور ترتیب دینے والے کا کوئی تذکرہ ہے۔ یہ تاثر ملتا ہے کہ جیسے یہ مولانا کی اپنی مستقل بالذات تصنیف ہے۔ تبصرہ نگار کے علم میں اسی عنوان سے اس نوعیت کی ایک کتاب ہے جسے ۶۰ کے عشرے میں پروفیسر خورشید احمد اور احمد انس نے مرتب کیا تھا اور ادارہ مطبوعات طلبہ نے شائع کیا تھا۔ یہاں تو یہ پھر شائع نہیں ہوئی لیکن غالباً اسی کو بھارت میں "جملہ حقوق بحق ناشر" کی صراحت کے ساتھ شائع کیا گیا ہے۔ تفہیم القرآن کی تکمیل کے بعد محض واقعات سیرت کے حوالے سے سیرت کی ایک ایسی کتاب کی ضرورت ہے جس میں ضمنی اور اضافی مباحث نہ ہوں اور قاری براہ راست حیات طیبہ کے مراحل سے واقف ہو اور اس کے اندر اس قافلے کا شریک سفر ہونے کا جذبہ بیدار ہو (مسلم سجاد)۔

محمود اعظم فاروقی حیات و خدمات، مرتبہ: ندیم اشرف۔ ملنے کا پتا: ۸۵ ڈی شمالی ناظم آباد، کراچی۔ صفحات: ۴۰۰۔ قیمت: ۲۲۵ روپے۔

اسے ایک اچھی روایت ہی قرار دینا چاہیے کہ وفات کے بعد جلد ہی تحریک اسلامی کے رہنماؤں کی حیات و خدمات کے بارے میں مجموعے شائع ہو جائیں اور کسی بہتر اور جامع چیز کے انتظار میں اس طرح کے تذکرے کو ملتوی نہ رکھا جائے۔ ہر انسان کی زندگی میں دوسروں کے لیے رہنمائی اور سیکھنے کا سامان ہوتا ہے لیکن جس شخصیت نے قائد کی حیثیت سے بھرپور اجتماعی زندگی گزاری ہو، اس سے بہت کچھ سیکھا جا سکتا ہے۔ ندیم اشرف نے فاروقی صاحب مرحوم کے بارے میں اعزہ کے تاثرات، قومی رہنماؤں کی تحریرات، اور تحریکی ساتھیوں کے مشاہدات اور اخبارات و رسائل میں ان کے انتقال کے موقع پر شائع ہونے والے تمام مضامین بڑی محنت سے یکجا کر دیے ہیں۔

ان میں فاروقی صاحب کی باغ و بہار شخصیت کی سب ہی جھلکیاں نظر آ جاتی ہیں۔ معاملات میں ان کا رویہ، تحریک کے لیے قربانی اور خدمت، اور ان کے لطائف وغیرہ۔ ہفتے میں ایک دن وہ اپنے دفتر سے جماعت کے دفتر جانے کے بجائے، گھر آکر اہل و عیال کے ساتھ وقت گزارتے، اس سے خود بھی مسرت محسوس کرتے اور اہل خانہ بھی خوش ہوتے۔

اس طرح کے تذکروں سے ایک ضرورت تو پوری ہوتی ہے لیکن یہ ضرورت باقی ہے کہ کوئی طالب علم ان کی سیاسی اور پارلیمنٹری خدمات و کردار پر مبسوط مقالہ تحقیقی انداز سے لکھے' یا کوئی بحیثیت امیر جماعت اسلامی کراچی ان کی خدمات کا جائزہ لے۔

جن افراد نے محمود اعظم فاروقی صاحب کے ساتھ زندگی کے کچھ دن گزارے' ان کے لیے یقیناً یہ کتاب ایک یادگار تحفہ ہے۔ تحریک اسلامی نے جو افراد تیار کیے' انھیں کہاں سے کہاں پہنچایا' اس کا ایک اندازہ بھی اس کتاب سے ہوتا ہے۔ ندیم اشرف ان کے نواسے ہیں' ہم سب کے شکریے کے مستحق ہیں۔ تحریک کے جو دوسرے کتنے ہی رہنما رخصت ہو چکے ہیں' کیا ان کی خدمات کے ایسے تذکرے مرتب کرنے والا کوئی نہیں؟ (م- س)۔

قرون وسطیٰ کے مسلمانوں کے سائنسی کارنامے' ڈاکٹر غلام قادر لون۔ ناشر: مرکزی مکتبہ اسلامی' نئی دہلی۔ صفحات: ۳۵۰۔ قیمت مجلد: ۱۷۰' پیپر بیک: ۱۳۰ روپے۔

مسلمانوں کے سائنسی کارنامے ایک مقبول و مرغوب موضوع ہے اور غالباً "پدرم سلطان بود" کے جذبے کے تحت' موجودہ سائنسی دور میں اپنی پس ماندگی کی تلافی کرنے کے لیے' اس پر لکھا جاتا ہے۔ لیکن بھارت سے شائع ہونے والی زیر تبصرہ تازہ کتاب' مختصر لیکن اپنے موضوع پر ایک غیر معمولی کتاب ہے۔ یہ توقع بجا ہے کہ اس سے "مسلم طلبہ میں امنگ اور حوصلہ" پیدا ہوگا۔

کتاب کا اصل حسن' اس کے عام فہم اور رواں دواں انداز بیان میں ہے۔ مستند سائنسی مفاہیم کو روز مرہ زبان میں عمدگی سے واضح کیا گیا ہے۔ صاحب کتاب نے عربی میں ایم اے اور تصوف میں پی ایچ ڈی کی ہے اور ان کی دل چسپی کے موضوعات قرآن' حدیث' تصوف' فلسفہ' تاریخ اور علم کلام ہیں۔ عربی' فارسی' اردو' انگریزی' ہندی اور کشمیری جیسے زبانوں کے ذخیرے سے براہ راست استفادہ کرنے اور تحریر کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ اس کتاب میں انھوں نے سائنسی کارناموں کا تذکرہ غیر مسلم مفکرین کی کتابوں اور حوالوں سے کیا ہے۔ کتاب کے گیارہ ابواب میں "گیارہ مختلف میدانوں میں مسلمانوں کے کارنامے بیان کیے گئے ہیں: ۱۔ تاریخ نگاری' ۲۔ جغرافیہ' ۳۔ معدنیات' ۴۔ نباتیات' ۵۔ حیوانیات' ۶۔ کیمیا' ۷۔ طبیعیات' ۸۔ فلکیات' ۹۔ ریاضیات' ۱۰۔ طب' ۱۱۔ فلسفہ۔ ضمناً یہ ذکر بھی آیا ہے کہ بہت سے ایسے امور جن کی دریافت کا سہرا مغربی سائنس دانوں کے سر باندھا جاتا ہے' وہ دریافتیں مسلمان کر چکے تھے اور یہ بتانے والے بھی دیانت دار مغربی اہل قلم ہیں۔ مصنف نے ارتقا کے حوالے سے تفصیل سے بتایا ہے کہ ڈارون سے بہت پہلے مسلمان مفکرین کے ہاں بھی اس کا تذکرہ ملتا ہے۔ نظریہ ارتقا پر اعتراضات ہوتے ہیں کہ یہ سرے سے کوئی سائنسی نظریہ نہیں اور بے خدا تہذیب کی پیداوار ہے۔ غالباً اسی لیے حیوانیات کے باب کے آخر میں

ایک نوٹ کے ذریعے وضاحت کی گئی ہے۔ طب کے باب میں مسلمانوں کے دور عروج کے ہسپتالوں کا ذکر نہایت دل چسپ ہے۔

کتاب کا مطالعہ ایک اعتماد پیدا کرتا ہے کہ ہم نے سائنس میں بھی دنیا کی امامت کی ہے اور اب بھی کر سکتے ہیں۔ ہم خوشہ چینی اور نقالی ترک کریں اور اپنی عقل و فکر کو ہدایت الٰہی کی رہنمائی میں استعمال کریں تو مغرب سے آگے بڑھ سکتے ہیں۔ لیکن اس کے لیے ضرورت ہوگی کہ نئی نسل کو احساس کمتری سے نکال کر خود اعتمادی کے جذبے سے سرشار کیا جائے۔ اس کی ایک عملی تدبیر تاریخ سائنس کا ہر سطح پر لازمی مطالعہ ہے۔ اس کتاب کی بنیاد پر کئی کورس بنائے جا سکتے ہیں (م - س)۔

مرد درویش، مرتبہ: مسعود احمد برکاتی۔ ناشر: ہمدرد فاؤنڈیشن، ہمدرد سنٹر، ناظم آباد، کراچی۔ صفحات: ۱۴۰۔ قیمت: ۷۵ روپے۔

حکیم محمد سعید کی شہادت (۱۷ اکتوبر ۱۹۹۸) کے بعد جلد ہی ان کے برادر بزرگ حکیم عبدالحمید (۱۴ ستمبر ۱۹۰۸ - ۲۲ جولائی ۱۹۹۹) بھی دنیائے فانی سے رخصت ہو گئے۔ خدمت خلق کے جذبے سے سرشار دونوں بھائیوں نے اپنی صلاحیتوں کو قومی اور ملی فلاح و تعمیر کے کاموں میں صرف کیا۔

زیر نظر کتاب میں حکیم عبدالحمید کی شخصیت اور کارناموں کے بارے میں ۱۰ اصحاب کے مضامین جمع کیے گئے ہیں جن سے موصوف کی شخصیت کے گوناگوں پہلو سامنے آتے ہیں، مثلاً: انھوں نے اپنی طویل زندگی نہایت سادگی اور نہایت پابندی وقت سے بسر کی۔ ہر معاملے میں حد درجہ محتاط، صبح میلوں سیر کے عادی، ہر موسم میں ٹھنڈے پانی سے غسل، حتیٰ کہ سرما میں سری نگر میں بھی معمول نہیں بدلا۔ غذا نہایت سادہ، صبح ناشتہ اور شام کھانا فقط، کمرے میں ایک چھوٹی سی میز اور ایک پرانی جھلندری کرسی، نہ قالین، گرمیوں میں ایئرکنڈیشنر نہیں اور سردیوں میں ہیٹر بھی نہیں۔ پرانی چیزوں پر قانع اور مسرور، کپڑوں میں پیوند، اپنے کپڑے خود دھو لیتے، جوتوں پر پالش کبھی کسی سے نہیں کروائی۔ اپنی ذات پر کم سے کم خرچ کے عادی، مختصر یہ کہ موصوف نے ہمیشہ دنیا کی آسایشوں سے بے نیازی اختیار کی۔ برسوں سے ان کا معمول تھا کہ ایک مقررہ دن کو اپنے حجرے میں ایک رات کے لیے معتکف رہتے۔ ایسی منظم، منضبط اور زاہدانہ زندگی کا ثمر کیا ہے؟ ہمدرد کا وسیع کاروبار، ہمدرد یونی ورسٹی تغلق آباد، انسٹی ٹیوٹ آف ہسٹری آف میڈیسن، انڈین انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز دہلی، اور اسی طرح کے متعدد ادارے جو ان کے اہل وطن، خصوصاً مسلمانوں کی ترقی کے سلسلے میں آیندہ طویل عرصے تک نہایت مفید خدمات انجام دیتے رہیں گے، اور مرحوم کے لیے صدقہ جاریہ ہیں۔

حکیم عبدالحمید کی زندگی ایک مثال ہے ان لوگوں کے لیے، جو کام کرنے کا عزم رکھتے ہیں مگر انھیں

وقت کی کمی کا شکوہ رہتا ہے۔ انسان کیا کچھ نہیں کر سکتا، بشرطیکہ نیک نیتی اور خلوص کے ساتھ سرگرم عمل رہے، سمت سفر صحیح ہو اور توفیق الٰہی بھی شامل حال ہو۔

مجموعہ پڑھنے، پڑھوانے کے لائق ہے۔ مضامین میں کہیں کہیں تکرار فطری ہے۔ امید ہے آیندہ مرحوم کی مفصل اور مختصر (دونوں طرح کی) سوانح عمری لکھی، شائع کی جائے گی (رفیع الدین ہاشمی)۔

Pakistan Movement and Balochistan [تحریک پاکستان اور بلوچستان]، پروفیسر ڈاکٹر انعام الحق کوثر۔ ملنے کا پتا: مکتبہ شال، ۲/۲۷۲ اے، او بلاک ۳، سیٹلائٹ ٹاؤن، کوئٹہ۔ صفحات: ۱۷۶۔ قیمت: ۱۵۰ روپے۔

ڈاکٹر انعام الحق کوثر کی ۳۰ سے زائد کتب شائع ہو چکی ہیں، ان میں سے ۱۲ کتابیں صوبہ بلوچستان، اس کے عوام اور اس کے مختلف گوشوں کے بارے میں ہیں۔ پروفیسر انور رومان کے مطابق "ڈاکٹر انعام کی تمام محنت، رت جگے، حوالوں کی تلاش، بلوچستان، پاکستان اور اسلام کے لیے وقف ہے"۔

زیر نظر کتاب میں قیام پاکستان سے قبل بلوچستان کی سیاسی حالت، مسلم لیگ کے قیام اور اس کی سرگرمیوں، اخبارات کے کردار، مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن اور قائداعظم کے دورے کے متعلق قلم اٹھایا گیا ہے۔ قیام پاکستان کے سلسلے میں بلوچی شعرا کی چند نظموں کے تراجم بھی شامل ہیں۔ پیش لفظ میں مصنف نے چاغی میں کیے جانے والے جوہری دھماکوں کو بلوچستان کے لیے اعزاز قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ ان دھماکوں کی بدولت ملت پاکستان دنیا بھر میں سرخرو ہو گئی ہے۔

کتاب میں تحریک پاکستان کے حوالے سے بہت سی تصاویر بھی شامل ہیں لیکن آخری ۱۸ تصاویر کے نیچے کوئی تعارفی جملہ نہیں ہے۔ اسی طرح کتابیات میں ۶۱ حوالے درج ہیں۔ متداول طریقہ یہ ہے کہ کتابیات کا قلم (font) عموماً متن کتاب کے قلم سے کم ہوتا ہے، اس کا خیال رکھا جانا چاہیے۔ اپنے موضوع پر یہ قابل مطالعہ کتاب ہے۔ مصنف نے بڑی محنت اور جاں فشانی سے اہم لوازمہ جمع کر دیا ہے جو عام قارئین کے علاوہ، تاریخ پاکستان کے طلبہ اور اسکالرز کے لیے بہت معاون ثابت ہو گا (محمد ایوب منیر)۔

ماہنامہ **محدث** (سود نمبر)، مدیر اعلیٰ: حافظ عبدالرحمن مدنی۔ ناشر: مجلس التحقیق الاسلامی، ۹۹ جے، ماڈل ٹاؤن، لاہور۔ صفحات: ۲۳۶۔ قیمت: ۴۸ روپے۔

موقر جریدہ محدث لاہور کے مدیر اعلیٰ جناب حافظ عبدالرحمن مدنی دین کے لیے تڑپ رکھنے والی ایک دردمند شخصیت ہیں۔ سود کے مقدمے کے سلسلے میں حافظ صاحب نے کراچی اور اسلام آباد میں سپریم کورٹ میں پیش ہو کر اپنے تفصیلی بیان کے ذریعے سود کے مختلف پہلوؤں پر تفصیلاً روشنی ڈالی (ص ۲۷ تا ۱۲۰)۔ علاوہ ازیں اس موضوع کے حوالے سے انھوں نے لاہور میں اہل علم کی متعدد مجالس کا انعقاد کیا۔

محدث لاہور کا زیر تبصرہ خاص شمارہ بھی آپ کی انھی کاوشوں کا تسلسل ہے۔

ڈاکٹر ظفر علی راجا نے سپریم کورٹ میں پیش ہو کر دلائل دینے والے اصحاب علم کی آرا کو مختصراً اپنے مضمون میں جمع کر دیا ہے۔ پروفیسر خورشید احمد صاحب نے عدالت میں جو بیان دیا' اس کا خلاصہ راجا صاحب نے اس طرح پیش کیا ہے: "موجودہ سودی نظام زر آیندہ نصف صدی کے اندر اندر پوری دنیا میں ناکام ہو جائے گا لہٰذا ماہرین ابھی سے ایک نئے معاشی اور مالیاتی سسٹم کا خاکہ وضع کرنے کے کام پر لگ گئے ہیں اور اس سلسلے میں خاصی پیش رفت ہو چکی ہے..... عالمی ماہرین جس نئے مالیاتی نظام پر متفق ہو رہے ہیں وہ اسلامی نظام زر سے بہت قریبی اور حیرت انگیز مماثلت رکھتا ہے...." (ص ۱۱)۔

مولانا عبدالرحمٰن کیلانیؒ' حافظ حسن مدنی' مولانا صلاح الدین یوسف' ریاض الحسن نوری' پروفیسر عبدالجبار شاکر' حافظ عزیز الرحمٰن' حافظ ضیا اللہ برنی' محمد عطاء اللہ صدیقی اور ڈاکٹر ڈی ایم قریشی کے مضامین موضوع زیر بحث کے مختلف پہلوؤں پر سیرحاصل روشنی ڈالتے ہیں' مثلاً: تجارتی سود کی حرمت' افراط زر کا مسئلہ' قرضوں کی اشاریہ بندی (indexation) کی ماہیت اور اس کی شرعی حیثیت' انٹرسٹ (interest) اور بلاسود بنک کاری' اور مغرب میں سودی بنک کاری کے بدلتے رجحانات وغیرہ۔ بہ حیثیت مجموعی یہ ایک قابل قدر علمی کاوش ہے اور مسئلہ سود کے مختلف پہلوؤں کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔ یہ شمارہ ان افراد کے لیے بھی دل چسپی کا باعث ہو گا جو سپریم کورٹ کی بحث کی تفصیل جاننا چاہتے ہیں۔ البتہ ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ دیگر اہل علم اور بنک کاری سے وابستہ افراد' خاص طور پر اسلامی ترقیاتی بنک وغیرہ کی طرف سے پیش کردہ آرا اور معلومات کو بھی قدرے تفصیل سے احاطۂ تحریر میں لایا جائے اور ان پر نقد و نظر بھی کیا جائے (میاں محمد اکرم)۔